فتنوں کے دور میں ایمان کی حفاظت!

از: مولانا حذیفہ وستانوی

اللہ رب العزت نے ہمیں انسان کی صورت میں وجود بخشا، یہ اللہ کا انتہائی عظیم انعام ہے، اللہ کی مخلوق میں انس وجن ہی مستحقِ جزا، وسزا، ہیں؛ اس لیے کہ اللہ نے انسان کو قوتِ ارادہ عطا کیا، پھر عقل دی جس سے وہ خبیث وطیب میں تمیز کرسکے، اپنے نفع ونقصان کو سمجھ سکے، اور اسے ہدایت وضلالت کے درمیان امتحان کے لیے چھوڑ دیا، اس کی ہدایت کے لیے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کیا ،جنہوں نے وحی کی روشنی میں ہدایت کی راہیں بتائیں، انبیاء کے سلسلے کو احمدِ مصطفیٰ محمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہائی جامع وحی نازل کی، جس میں انسان کو اللہ سے مربوط رکھنے کی تعلیم، اللہ کی مرضیات کے مطابق قول وفعل کے لیے احکام فقہیہ کی تعلیم، اخلاق کی درستگی کی لیے تزکیہ نفس کی تعلیم، حقوق العباد کے لیے معاشرت کی تعلیم، اور کسبِ حلال کے لیے معیشت کی تعلیم بھی مکمل جامعیت کے ساتھ دی اسی طرح قیامت تک آنے والے فتنوں سے مطلع کیا گیا، غرضیکہ ان تمام امور کی تعلیم دی گئی جو انسان کی دنیوی ضرورت کو بہ حسن وخوبی پورا کرنے کے ساتھ ساتھ آخرت کی کامیابی کی مکمل ضامن ہو، جب تک امت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرتی رہی دنیوی کامیابیاں قدم بوسی کرتی رہیں؛ مگر جہاں امت نے تعلیماتِ نبویہ سے انحراف کیا اور اپنی خواہشات کے مطابق قرآن وحدیث کی باطل تاویلات کرنی شروع کردی تو اللہ نے اس کو ہر طرح کی دنیوی پریشانی میں مبتلا کردیا۔ قرآن کریم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا ﴿اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ ”تم ہی سربلند رہوگے اگر صفت ایمان کے ساتھ متصف رہے۔“

ایک سنگین مسئلہ: مسلمانوں کو بڑی سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلہ پر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے کہ مقصدِ حیات کیا ہے؟ اور آج کا انسان مقصدِ حیات کو پس پشت ڈال کر کہاں جارہا ہے؟

لوگوں کا عجیب حال ہے، زندگی ایسی گزار رہے ہیں، جیسے مرنا ہی نہیں ہے۔ اور زندگی کا حساب دینا ہی نہیں ہے؛ حالانکہ نہ تو موت سے کوئی بچ سکتا ہے اور نہ حساب وکتاب سے۔ مغرب

نے مادّیت یعنی دنیا پرستی کولوگوں کے ذہن ودماغ پر ایسا سوار کردیا ہے کہ دینی علم اور فکرآخرت میں رسوخ کے بغیر دنیاداری سے بچنا انتہائی دشوار ہے۔ اہل مغرب نے دنیوی تعلیم میں لوگوں کو ایسا مشغول کیا کہ دینی تعلیم کے لیے فرصت ہی نہیں بچی اور ٹیلی ویژن پر اخبار بینی، اسپورٹ، سیریل، فلم، ناچ، گانے اور مختلف پروگراموں میں ایسا مشغول کیا کہ دین کے لیے وقت ہی نہیں بچا، نہ دین سیکھنے کا وقت ہے اور نہ اس پر عمل کرنے کی فرصت۔

دنیوی تعلیمی نصاب میں مادی افکار کی زہر افشانی:

دنیوی تعلیمی نصاب میں مادّی افکار کا زہر اور اس کے ایمان سوز اثرات، افکار، اعتقادات اور تہذیب وثقافت کو بھی شامل کیا اور خواہ مخواہ یہ ثابت کیا کہ ''مذہب'' انسان کا نجی مسئلہ ہے، اجتماعی زندگی میں اس کی کوئی ضرورت نہیں؛ بلکہ انسان کو نجی زندگی میں مذہب سے دور رکھنے کے لیے تعلیم دی کہ اسے اپنی زندگی گزارنے میں کسی خدائی پابندی کا لحاظ کرنے کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ کرنا ہو سب دنیا ہی کے لیے کرو، اپنی ہر چیز کو دنیا کی کامیابی کے لیے قربان کردو، اپنا مال، اپنی جان، اپنا وقت، اپنی اولاد سب کو دنیاداری میں مشغول کردو۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہ.

یہود ونصاریٰ نے یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حقائق کا جو بھی ادراک ہوتا ہے وہ محض مشاہدہ اور تجربہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کے لیے کسی ''نبی'' اور ''رسول'' کی ضرورت نہیں، اور اسی خطرناک حربہ کے ذریعہ عورت کو آزادی دلائی، جو آزادی نہیں بربادی کا باعث ہوئی۔ آج دنیا کے حالات اس پر گواہ ہیں اور جب عورت گھر سے بے پردہ ہوکر باہر آئی تو زناکاری کے لیے لائسنس جاری ہونے لگے، مرد اور عورت کی رضامندی کو زنا کی فہرست سے خارج کردیا، جس کے سبب یورپ میں خاندانی نظام جو تباہ ہوا، وہ دنیا والوں کے سامنے ہے۔ گویا ''مَنْ حَفَرَ بِئْراً لأخِیْہِ وَقَعَ فِیْہِ'' کا یورپ صحیح مصداق ٹھہرا، جو اپنے بھائی کے لیے کنواں کھودتا ہے خود ہی اس میں گرتا ہے۔

معاشرے کے معصوم بچوں کی نصابی کتابوں میں جنسیت کے مواد کو شامل کیا اور العیاذ باللہ انسان کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ یہ دنیا میں محض جنسی ضرورت پوری کرنے کے لیے ہے، اس طرح انسان کو اشرف المخلوقات کے درجہ سے اتار کر دیگر حیوانوں کی صف میں لا کھڑا کردیا۔

یہ دشمنانِ ایمان نہیں؛ بلکہ دشمنانِ انسانیت ہیں۔ محض اپنے مفاد کی خاطر مسلمانوں ہی کو نہیں؛ بلکہ پورے انسانی معاشرے کو عالمگیر پیمانے پر اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

اپنے ایمان کی حفاظت یہ ہمارا اولین ترجیح ہونی چاہیے؛ کیونکہ اگر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے، تو ناقابلِ تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا، جس پر موت کے بعد کفِ افسوس ملنے سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا

اور اس کے بعد عذابِ جہنم سے خلاصی کی بھی کوئی صورت نہیں ہوگی، جیسا کہ قرآن کریم نے جا بجا بیان کیا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کی سنگینی کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کیا جائے۔

(۱) علماء ربانین کی تحریروں، تقریروں اور ان کی مجالس سے فتنہ کو جانا جائے اور اس کے انجام پر نظر رکھی جائے اور اس سے بچنے کی مکمل تدابیر اختیار کی جائے۔ مثلاً ''قیامت کی نشانیاں'' (عمران اشرف عثمانی) ''عالمی یہود دس تنظیمیں'' مفتی ابولبابہ صاحب دامت برکاتہم۔

(۲) دعاء کا اہتمام کیا جائے اور رو رو کر اللہ سے مانگا جائے۔

(۳) اسلامی فرائض کا خاص اہتمام کیا جائے مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ہر حالت میں ان فرائض کو ادا کرنے کی انتھک کوشش کی جائے۔

(۴) مقصدِ حیات ''اللہ کی عبادت اور اس کی رضامندی کا حصول'' ہر حالت میں پیش نظر رکھا جائے۔ اور اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے جس سے اللہ راضی ہوتے ہیں، اور ہر اس قول وعمل سے بچا جائے، جس سے اللہ ناراض ہوتے ہوں۔

(۵) آخرت کی فکر اپنے اندر پیدا کی جائے اور اس کے لیے صالحین کی صحبت اختیار کی جائے اور ایسی کتابیں پڑھی جائیں، اور گھر میں اس کی تعلیم کی جائے جو فکر آخرت پیدا کرتی ہوں۔

(۶) اسلام کے بارے میں ادھوری معلومات رکھنے والوں سے بچا جائے۔

(۷) دینی تعلیم حاصل کرنے کا نظام بنایا جائے، ہماری تمام پریشانیوں کا حل دینی تعلیم کے سیکھنے اور اس پر عمل کرنے میں ہے، ہمارے بچے، بڑے، عورتیں، جوان؛ سب کو خوب اچھی طرح اسلامی عقائد سے واقف ہونا چاہیے، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے احکام ہر ایک کے لیے ضروری ہیں، اور تاجر کے لیے تجارت کے احکام، جس کا جو پیشہ ہو اس پیشہ کے احکام سے واقف ہونا فرض ہے۔ یا تو صحیح العقیدہ علماء سے براہِ راست سیکھا جائے یا گھر میں ان کی کتابوں کی تعلیم کی جائے، مثلاً اسلام کی بنیادی تعلیمات (حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)، تحفۃ المسلمین (مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ)، حیاۃ المسلمین، بہشتی زیور (حضرت مولانا اشرف علی تھانوی)، دینی تعلیم کا رسالہ، تعلیماتِ اسلام (مفتی کفایۃ اللہؒ)، اسلامی عقیدے (مولانا عبدالحق)، وغیرہ مگر علماء سے براہِ راست سیکھنا زیادہ بہتر ہے۔

(۸) صالحین کی صحبت اختیار کی جائے اور ان کے سامنے اپنے باطنی احوال رکھ کر علاج کروایا جائے اور تزکیۂ نفس کی فکر کی جائے، اس سے متعلق کتابیں پڑھی جائیں۔

(۹) اپنے بچوں کی دینی تربیت کی جائے اور فیشن پرستی سے دور رکھا جائے، گھر کا ماحول

دینی بنایا جائے ادعیۂ ماثورہ کا خود بھی عادی بنیں اور گھر والوں کو بھی بنائیں، صبح وشام کی مسنون دعائیں اوراذکار کا خاص اہتمام کیا جائے۔

(۱۰) بُرے لوگوں اور بری تہذیب سے مکمل پرہیز کیا جائے۔خاص طور پر ٹیلیویژن، ویڈیو، میوزک، ناچ گانا سے بچا جائے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے ٹی وی صرف خبروں کے لیے رکھا ہے مگر انھیں یہ سوچنا چاہیے کہ مرنے کے بعد دنیا بھر کی خبروں کا سوال نہیں ہوگا؛ بلکہ خود آپ کی خبر لی جائے گی اور پھر جزاء وسزا کا فیصلہ ہوگا۔

(۱۱) قرآن کو پڑھا جائے اس کو سمجھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے، جیسا کہ صحابہؓ نے کیا؛ مگر افسوس کے امت نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا نہ اس کی تلاوت ہوتی ہے نہ اس کو سمجھنے کی سعی اور نہ اس پر عمل۔ لہٰذا ائمہ مساجد اور علماء سب سے پہلے اس کو صحت اور تجوید کے ساتھ پڑھنا سیکھیں، ائمہ اور علماء بھی فکر مندی سے امت کو قرآن کی تعلیم دیں اور جو لوگ قرآن فہمی کے اصول وقواعد سے مکمل واقف ہوں ان سے قرآن کو سمجھا جائے۔

عوام کے لیے عام فہم تفاسیر یہ ہیں:

(۱) معارف القرآن (حضرت مفتی شفیع صاحبؒ)

(۲) ہدایتُ القرآن (حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری زید مجدہٗ)

(۳) آسان ترجمہ قرآن (حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی زید مجدہٗ)

(۴) ترجمہ شیخ الہند مع فوائد عثمانی۔

(۱۲) وقت کی قدر کریں اور ہر وقت ایسا عمل کریں جس سے آخرت کا فائدہ ہو۔

آج انسان کا سب سے بڑا مسئلہ وقت کا ضیاع ہے، لوگوں کو بے ہودہ باتوں میں مبتلا کر کے دشمنانِ انسانیت نے بڑا ظلم ڈھایا ہے، موبائل، ٹی وی، انٹرنیٹ، تفریح گاہیں وغیرہ کو اتنا عام کیا جا رہا ہے کہ اللہ کی پناہ انسان آخرت کی تیاری سے بے خبر ہو کر ان میں مصروف ہے۔

(۱۳) سیرت نبوی کا خاص طور پر مطالعہ کیا جائے آپ ﷺ کی سیرت اور زندگی قیامت تک آنے والوں کے لیے اسوہ اور نمونہ ہے۔ اس موضوع پر سب سے عمدہ کتاب عارف باللہ حضرت مولانا عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ کی ''اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے، (اس کا انگلش میں ترجمہ The Ways Of Holy Prophet Mohammad ہو چکا ہے) آپ نے اسے سیرتِ نبوی پر عمل کرنے ہی کے لیے لکھا ہے۔ اس کے علاوہ سیرتِ خاتم الانبیاء اور تفصیلی مطالعہ کے لیے سیرت المصطفیٰ، مولانا ادریس کاندھلویؒ اور سیرت النبی مولانا سید سلیمان ندویؒ۔